شراب نوشی

(علّامہ اقبال کی شخصیّت پر اعتراض کا جائزہ)

به تحقیق و جستجو:

پروفیسر ڈاکٹر ایوب صابر

MUSLIM institute

شراب نوشی

(علّامہ اقبال کی شخصیّت پر اعتراض کا جائزہ)

بہ تحقیق و جستجو:

پروفیسر ڈاکٹر ایوب صابر

زیرِ اہتمام :

MUSLIM institute

(Mission of Unity Stability & Leadership In Muslims)

Email: info@muslim-institute.org
Web: www.muslim-institute.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''رموزِ بیخودی'' کے آخری حصے میں، علامہ اقبال کا ایک شعر ہے:

بادہ ہا با ماہِ سیما یاں زدم
بر چراغِ عافیت داماں زدم

قبل ازیں، بانگِ درا، حصہ دوم کی نظم ''عاشقِ ہرجائی'' میں کہا تھا:

عین شغلِ مئے میں پیشانی ہے تیری سجدہ ریز
کچھ ترے مسلک میں رنگِ مشربِ مینا بھی ہے

ان اشعار کو اقبال کی شراب نوشی کا ثبوت مانا گیا۔ صوفی غلام مصطفٰی تبسم اور عبدالمجید سالک نے یہ تھیوری پیش کی کہ کسی زمانے میں اقبال نے شراب پی تھی لیکن بعد میں ترک کردی۔[1] ان اشعار کے تناظر میں، اقبال کے ان عقیدت مندوں کا خیال بظاہر درست معلوم ہوتا ہے۔ ایک اور اقبال شناس، خلیفہ عبدالحکیم، کے اس جملے سے، اس موَقف کو تقویت ملتی ہے:

''مے ونغمہ جو دوسروں کے لیے نشۂ اندوہ رہا تھا وہ اس شخص کو خدا جانے کس سوز و گداز کے عالم میں پہنچا دیتا تھا''[2]

محمد شریف بقا جیسے ارادت مند نے بھی ایک انٹرویو میں کہہ دیا تھا کہ

''علامہ اقبال نے بعد ازاں مے نوشی کو ترک کر دیا تھا'' ۳

عبدالرحمٰن بزمی نے، جنگِ لندن میں، ایک زوردار مراسلہ لکھ کر یہ دعویٰ کیا کہ اقبال نے کبھی شراب پی ہی نہیں تو ترک کر دینے کا کیا سوال ہے؟ ۴ محمد فاضل کا ایک مضمون بعنوان ''اقبال اور عشق رسول ﷺ'' ڈاکٹر سلیم اختر نے ''اقبالیات کے نقوش'' میں شامل کیا ہے انہوں نے بھی ''رموز بیخودی'' کا مندرجہ بالا شعر نقل کر کے دعویٰ کیا ہے کہ ۱۹۱۱ء میں شاہی مسجد لاہور میں جنگ طرابلس پر نظم سنانے کے بعد اقبال نے علی بخش سے کہا کہ میں آج کے بعد شراب نہیں پیوں گا۔ چنانچہ مرتے دم شراب کو منہ نہیں لگایا۔ علی بخش ایک مستند حوالہ ہے لیکن محمد فاضل نے یہ نشاندہی سرے سے کی ہی نہیں کہ علی بخش نے یہ بات کب کس کو بتائی۔ حقیقت یہ ہے کہ علی بخش نے اقبال کے ۱۹۱۱ء سے پہلے بھی کبھی شراب پینے کی شہادت نہیں دی۔

''عین شغل مے میں پیشانی کا سجدہ ریز ہونا'' خلافِ واقعہ ہے۔ اسے شاعر کا حقیقی مفہوم قرار نہیں دیا جا سکتا۔ ''بادہ ہا باماہ سیمایاں زدم'' بھی بقول ابوالاعلیٰ مودودی ''رندی کا اشتہار'' تصور کرنا چاہیے ۵ شراب نوشی کے الزام کی چھان بین کے لیے حیاتِ اقبال کو چار ادوار میں تقسیم کر کے دیکھتے ہیں: (۱) سیالکوٹ کا زمانۂ طالب علمی (۲) لاہور میں تعلیم اور ملازمت (۳) قیام یورپ (۴) قیام لاہور وفات تک۔

اس آخری دور کے بھی دو حصے کیے جا سکتے ہیں۔ پہلا ۱۹۱۳ء تک جب اقبال کی شادی سردار بیگم سے ہوئی اور بقول عبدالمجید سالک ''ساری رنگ رلیاں ختم ہو گئیں'' ۶ اور دوسرا وفات تک۔ سیالکوٹ کا زمانۂ تعلیم اور زندگی کے آخری پچیس برس کا عرصہ

کسی عقیدت مند کے الزام شراب نوشی سے مبرا ہے اس میں لاہور کا زمانۂ طالب علمی بھی شامل کر لینا چاہیے۔[۷] چنانچہ بحث لاہور کے زمانۂ ملازمت، قیام یورپ کے تین برسوں اور قیام لاہور کے ۱۹۰۸ء سے ۱۹۱۳ء تک کے پانچ برسوں تک محدود ہو جاتی ہے۔ یہ اقبال کے زمانۂ جوانی کا وہ حصہ ہے جو ۱۸۹۹ء تا ۱۹۱۳ء یعنی چودہ برسوں پر محیط ہے۔

لاہور کا زمانۂ ملازمت ۱۸۹۹ء سے ۱۹۰۵ء تک کا ہے اس دوران رقص و سرود کی محفلوں میں اقبال کے شریک ہونے کا ثبوت ملتا ہے۔[۸] اقبال کے ۱۹۰۳ء کے ایک خط بنام سید محمد تقی سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اقبال امیر سے شیفتگی بھی رکھتے تھے[۹] تاہم اقبال کی نثری تحریر سے شراب نوشی کا ثبوت نہیں ملتا۔ اس زمانے کے بارے میں سید محمد تقی شاہ، سر عبدالقادر اور محمد دین فوق کے بیانات یا تحریریں موجود ہیں۔ ان میں سے کسی نے بھی اقبال کے شراب پینے کا ذکر نہیں کیا۔[۱۰]

یورپ میں شراب کا عام رواج ہے۔ ''بادہ ہا باماہ سیمایاں زدم''۔ کے تناظر میں یہ بات قرینِ قیاس معلوم ہوتی ہے کہ اقبال نے وہاں شراب نوشی کی ہو' تاہم کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ سر عبدالقادر اور عطیہ فیضی نے نہ صرف یہ کہ یورپ میں اقبال کے شراب پینے کا ذکر نہیں کیا بلکہ پوچھنے پر اس کی تردید بھی کی۔[۱۱] قیام یورپ کے دوران شراب نوشی کی تردید، کم از کم دو مرتبہ، خود اقبال نے بھی کی ہے۔ پہلی مرتبہ ۱۹۱۲ء میں جب وہ کیمبل پور میں ایک دعوت میں شریک تھے۔ اس موقعے پر چند انگریز افسر بھی موجود تھے اقبال کو جب شراب پیش کی گئی تو انہوں نے معذرت کرتے ہوئے کہا کہ

''میں نے یورپ میں بھی شراب نہیں پی''

اس واقعے کے چشم دید گواہ شیخ اعجاز احمد ہیں۔ [۱۲]

دوسرا چشم دید واقعہ حجاب امتیاز علی نے بیان کیا ہے وہ لکھتی ہے کہ خطبات کے سلسلے میں علامہ اقبال جب مدارس گئے تو وہاں کے سب سے بڑے ہوٹل ڈایان جیلز میں ان کا استقبالیہ رکھا گیا جس میں مسلم اور غیر مسلم عمائد شہر مدعو تھے۔ لنچ سے پہلے ہوٹل کے بیروں نے میزوں پر پڑے ہوئے گلاسوں میں مشروبات ڈالنے شروع کیے۔ کسی کے پوچھنے پر کہ آپ شراب پئیں گے، علامہ اقبال نے جواب دیا۔

''بالکل نہیں! میں نے کبھی انگلستان میں بھی شراب نہیں پی''۔

یہ سن کر آس پاس بیٹھے ہوئے لوگوں نے خوشی سے تالیاں بجائیں۔ [۱۳]

ان شواہد کی روشنی میں مذکورہ اشعار، شاعر کا حقیقی مقصد (VIEW) معلوم نہیں ہوتے۔ بقول ڈاکٹر جاوید اقبال واقعاتی شہادت اس شعری اعتراف کی تصدیق نہیں کرتی۔ ایسی صورت میں اشعار کا حوالہ غلط نتائج تک پہنچا سکتا ہے۔ [۱۴]

جو صاحبان شراب پیتے ہیں، ان کے بارے میں پکے ثبوت اور وافر شواہد مل جاتے ہیں۔ غالب، فیض اور جوش کی مثالیں ہمارے سامنے ہیں۔ علامہ اقبال کے بارے میں نہ صرف یہ کہ کوئی ثبوت نہیں ملتا بلکہ واقفانِ حال اور ان کے احباب نے اس الزام کی صاف تردید کی ہے۔ مولوی احمد دین اور نواب ذوالفقار علی خان نے اقبال پر جو لکھا ہے، اس میں شراب نوشی کا ذکر نہیں۔ سردار امراؤ سنگھ شیر گل اور خواجہ عبدالوحید شراب نوشی کے اس الزام کی تردید کرتے ہیں۔ اقبال کی ایک بھتیجی کا حلفیہ بیان ہے کہ ایک ہی گھر میں رہتے ہوئے، ان کے مشاہدے میں کبھی کوئی ایسا واقعہ نہیں آیا جس سے یہ شبہ ہو سکتا کہ اقبال شراب کا شوق کرتے تھے۔ شیخ اعجاز احمد لکھتے ہیں کہ

''میں اپنے علم اور مشاہدے کی بنا پر وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ اقبال پر مے نوشی کا اتہام ایک بہتان ہے'' [۱۵]

شیخ عبدالماجد نے منیب اقبال کا روزنامہ جنگ میں شائع شدہ یہ بیان درج کرنا ضروری سمجھا کہ ''وہ شراب پیتے ہوں گے مگر میں نے نہ دیکھا نہ سنا۔ گھر میں ایک دو گھونٹ لگا لینا بری بات نہیں'' [۱۶] منیب اقبال کے بیان سے اقبال کی شراب نوشی کا ثبوت کیسے فراہم ہو گیا اس نے تو کہا ہے کہ ''میں نے نہ دیکھا نہ سنا''۔ یہ بات کہ ''پیتے ہوں گے'' کوئی ثبوت نہیں ہے، بلکہ ایک غیر محتاط اور غیر ذمہ دارانہ حرکت ہے۔ وفاتِ اقبال کے بیسیوں برس بعد پیدا ہونے والے آدمی کو اس طرح کے شوشے چھوڑنے سے پرہیز کرنا چاہیے۔ یہ دعویٰ کہ ''گھر میں ایک دو گھونٹ لگا لینا بری بات نہیں'' شریعتِ اسلامی کی رُو سے درست نہیں ہے۔ اسلام نے شراب نوشی پر مکمل پابندی عائد کی ہے۔ مسلمان رہتے ہوئے اس طرح کا دعویٰ نہیں کیا جا سکتا۔ منیب اقبال نے اگر یہ بات اپنے والد کی مدافعت میں کی ہے تو بھی غلط ہے۔ شراب نوشی حرام ہے خواہ گھر میں ہو، کلب میں ہو یا کسی اور مقام پر ہو۔

ایک قابل غور نکتہ یہ ہے کہ محمد امین زبیری نے پست سطح پر اتر کر علامہ اقبال کو منہدم کرنا چاہا ہے، اسی طرح ''شعلۂ انتقام'' کے مصنف نے اقبال پر بہت شعلے برسائے ہیں لیکن اقبال کے ان دونوں ہم عصروں نے یہ الزام نہیں لگایا کہ اقبال نے شراب نوشی کی ہے۔ اگر اس الزام میں کچھ بھی سچائی ہوتی تو یہ صاحبان اسے بڑھا چڑھا کر بیان کرتے۔

(حوالے اور حواشی)

۱۔ بحوالہ ''زندہ رود'' ڈاکٹر جاوید اقبال، صفحہ ۱۷۷

۲۔ مقالات حکیم، جلد دوم، مرتبہ شاہد حسین رزاقی، صفحہ ۶۱

۳۔ ہفتہ ''جہاں ادب'' (''جنگ'' لندن کا ادبی صفحہ) میں ۱۹ دسمبر / ستمبر ۱۹۹۶ء کو محمد شریف بقا کا مذکورہ انٹرویو شائع ہوا۔ ۱۱،۱۴ اکتوبر ۱۹۹۶ء کو ''جہان ادب'' ہی میں عبدالرحمٰن بزمی کا مراسلہ شائع ہوا۔ اس مراسلے میں انہوں نے لکھا کہ ''صوفی غلام مصطفیٰ تبسم اپنی شراب نوشی کے جواز میں علامہ اقبال کے بعض شعروں کی غلط تاویل کرتے تھے۔ بقا صاحب کی اقبال شناسی شاید ایسی کسی غلط تاویل کا شکار ہوگئی ہے۔''

عبدالرحمٰن بزمی نے ایک بات راقم کو زبانی بتائی۔

''حفیظ جالندھری علامہ اقبال کے نیاز مند تھے انہوں نے سر عبدالقادر سے پوچھا کہ قیام انگلستان کے دوران اقبال شراب پیتے تھے یا نہیں؟ ان دنوں علامہ اقبال اور سر عبدالقادر کے تعلقات کشیدہ تھے۔ سر عبدالقادر نے طنز سے کہا کہ ''اقبال کے پاس تعلیم کے لیے تو رقم نہیں ہوتی تھی، وہ شراب کہاں سے پیتے''۔ بزمی صاحب نے بتایا کہ ''یہ بات حفیظ جالندھری نے، خود ان سے، بیان کی تھی''۔

۵۔ مولانا مودودی نے ''جوہر'' کے ''اقبال نمبر''۔ (صفحہ ۲۲) میں لکھا ہے کہ اقبال میں کچھ فرقۂ ملامتیہ کے سے میلانات تھے جن کی بنیاد پر اپنی رندی کے اشتہار دینے میں انہیں مزا آتا تھا۔

۶۔ ذکر اقبال، صفحہ ۷۰

۷۔ ڈاکٹر جاوید اقبال لکھتے ہیں

''لاہور میں اقبال کی طالب علمی کے عہد میں غلام بھیک کے نیرنگ نے ان کے حالات قلمبند کیے لیکن ان میں شراب نوشی کا کہیں ذکر نہیں ملتا۔ علاوہ اس کے ان ایّام میں اقبال کے وسائل بھی محدود تھے کیونکہ اپنے تعلیمی اخراجات کے لیے وہ بڑے بھائی کے دست نگر تھے''۔ (زندہ رود، صفحہ ۱۷۶)

۸۔ دیکھیے: مرزا جلال الدین کا مضمون ''میرا اقبال'' مشمولہ ''ملفوظات اقبال''

۹۔ خطوط اقبال، مرتبہ رفیع الدین ہاشمی، صفحہ ۶۸

۱۰۔ بحوالہ ''زندہ رُود''، صفحہ ۱۷۶، اقبال پر شراب نوشی کے الزام کی ڈاکٹر جاوید اقبال نے مؤثر تردید کی

ہے۔(دیکھیے، زندہ رود، صفحات ۱۷۶ تا ۱۷۸)

۱۱ تفصیل کے لیے دیکھیے (i) اوپر درج شدہ حاشیہ نمبر ۴ (ii) زندہ رود، صفحہ ۱۷۶

۱۲ مظلوم اقبال، صفحہ ۱۷۶

۱۳ ''نقوش''۔ اقبال نمبر ۲، لاہور، دسمبر ۱۹۷۷ء

۱۴ زندہ رُود، صفحہ ۱۷۸۔ ڈاکٹر جاوید اقبال نے اس ضمن میں، حافظ شیرازی اور ریاض خیر آبادی کا حوالہ دیا ہے۔

۱۵ دیکھیے

(i) کتاب مذکور، صفحہ ۱۷۶

(ii) اقبال درون خانہ، صفحہ ۱۲۳

(iii) مظلوم اقبال، صفحہ ۱۷۶

۱۶ فکر اقبال اور تحریک احمدیہ، صفحہ ۴۶۵

Organized by:
MUSLIM institute
(Mission of Unity, Stability & Leadership in Muslims)
Mob: +92 331 4228422, 333 5136715
Tel: +92 51 2294314, Fax: +92 51 2294314
Email: info@muslim-institute.org
www.muslim-institute.org